علمی اعتقادی اور تاریخی
مقالات کا مجموعہ
مقالاتِ
شرف قادری
علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
مرتب
محمد عبد الستار طاہر
مکتبہ قادریہ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ---------------- مقالات شرف قادری

تحریر ---------------- شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

ترتیب و تصحیح ---------------- محمد عبد الستار طاہر مسعودی

حروف ساز ---------------- (۱) حافظ نثار احمد قادری

(۲) الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ لاہور فون#7154080

صفحات ---------------- ۵۸۴

طباعت ---------------- محرم الحرام ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷ء

باہتمام ---------------- حافظ نثار احمد قادری

ناشر ---------------- مکتبہ قادریہ، لاہور

تعداد ---------------- ایک ہزار

قیمت ---------------- 225 روپے

تقسیم کار

مکتبہ قادریہ

محی الدین منزل، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون نمبر 7226193

راہِ اتحاد

ہمیں اتحاد بین المسلمین کی ضرورت اور اس کی حکمت بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ہمیں ان عظیم فوائد کا علم ہے جو ملت اسلامیہ کے اتحاد واتفاق کے وقت حاصل تھے اور وہ خوفناک مصائب وآلام بھی ہمارے پیش نظر ہیں جو اتحاد کے پارہ پارہ ہونے کے بعد امتِ مسلمہ کو اٹھانے پڑے۔

آیئے غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتحاد کا کیا طریقہ بتایا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِه اِخْوَانًا۔ (۳/۱۰۳)

تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو تھام لو اور گروہوں میں نہ بٹ جاؤ اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی تو تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

قرآنِ کریم کی یہ عظیم آیت، اسلامی اجتماعیت کا اہم ترین حکم بیان کر رہی ہے اور وہ ہے باہمی اتحاد واتفاق، اور اس کا بہترین راستہ بیان کر رہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نظام اور شریعت کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لینا اور اجتماعی طور پر اس پر عمل پیرا ہونا۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتحاد کا صرف ایک ہی راستہ کیوں ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی رسّی کو تھام لینا اور اس میں کیا حکمت ہے؟ کہ آیتِ کریمہ میں اسی کو سرفہرست بیان کیا گیا ہے۔

حکمت یہ ہے کہ ایک مرکزی ذات ہی مختلف قوموں کو اُن کے اختلافات ختم کر

کے ایک نقطے پر جمع کر سکتی ہے، اس کے لئے اس ذات پر غیر متزلزل یقین ہونا ضروری ہے اس ذات پر ایمان کی حد تک وثوق پہلے ہوگا اس کے بعد اتحاد کی راہ ہموار ہو سکے گی، جب تک مرکز سے متعلق مرکزی نقطہ دل کی گہرائی میں ثبت نہیں ہوگا اس وقت تک اتفاق و اتحاد کا دائرہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

آپ آزما کر دیکھ لیں آپ مختلف افکار اور رجحانات رکھنے والے لوگوں کی ایک ٹیم جمع کر لیں جن کے قبلے الگ الگ ہوں وابستگیاں جدا جدا ہوں پھر آپ انہیں لاکھ اتحاد کی دعوت دیں، انہیں افتراق اور انشقاق کے خطرات سے ڈرائیں کیا کوئی شخص آپ کی دعوت کو قبول کرے گا؟ اور کیا آپ کی نصیحتوں کا کوئی اثر مرتب ہوگا؟——ہر گز نہیں۔

ایک اور تجربہ کیجئے!——آپ ایک ایسی جماعت کو پند و نصیحت کا درس دیجئے جن کے عقائد و افکار میں کوئی تصادم نہیں ہے——لیکن ان کا کسی مرکزی نقطے کے ساتھ تعلق بھی نہیں ہے——ایسی جماعت کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دینا ایسے ہی ہے جیسے یہ کوشش کرنا کہ زمین پر بہتا ہوا پانی بغیر کسی حوض کے ایک جگہ جمع کر لیا جائے۔

اگر رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے قبیلۂ اوس اور خزرج کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان، اور اپنی سنت وسیرت کی پیروی کا جذبہ راسخ کرنے سے پہلے انہیں باہمی محبت، الفت اور اخوت کی دعوت دیتے تو آپ کی دعوت، تمام تر تاثیر اور بلاغت کے باوجود فضاؤں میں تحلیل ہو کر رہ جاتی اور عرب، عرصۂ دراز سے چلی آنے والی خوں ریز معرکہ آرائیوں میں محو رہتے اور سننے تک کی زحمت بھی گوارا نہ کرتے۔

اگر پوری قوم ایک عقیدے اور ایک مرکز پر جمع نہ ہوتی تو مہاجرین اور انصار کبھی بھائی بھائی نہ بنتے اور مدینہ منورہ سے یہودیوں کی ریشہ دوانیوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوتا، وہ لوگ جو صدیوں سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے اور ان کے درمیان جنگ کے شعلے کبھی سرد نہ ہوتے تھے، ان کے درمیان اتحاد ہی وہ قوت تھا جس کے مقابلے میں تمام مخالف قوتوں کو پسپا ہونا پڑا۔

کہنے دیجئے کہ اتحاد و اتفاق کی عمارت کی اوّلین بنیاد ایک عقیدے اور ایک مرکز سے وابستگی ہی ہے، جب یہ بنیاد مکمل ہوگی تب ہی اس پر عمارت کھڑی کی جا سکے گی، اس عمارت کا بنیاد کے ساتھ وہی تعلق ہوگا جو منطقی نتائج کا مقدمات کے ساتھ ہوتا ہے، اگر یہ بنیاد فراہم نہ ہو سکی تو مختلف رجحانات، مفادات اور مختلف مسلکوں کی آندھیاں اتحاد کی عمارت کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں گی اور تمام افراد کو اٹھا کر مختلف سمتوں میں پھینک دیں گی۔

دیکھئے یہ حقیقت اس آیت کریمہ سے کس قدر واضح ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (۱۵۳/۶)

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو تم اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو، وہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گے، یہ تمہیں تاکیدی حکم دیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کہیں کہ جب امت کے اتحاد کی بنیاد ایک ہی مرکز سے وابستگی ہے تو وہ کوئی بھی مرکز ہوسکتا ہے، یہ کیا ضروری ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کو ہی مرکز قرار دیا جائے۔

ایک مبدأ اور ایک مرکز معین کیا ہے اور سب کو طوعاً و کرہاً اسی سے تعلق استوار کرنے کا حکم دیا ہے، اب اگر اس مرکز کو چھوڑ دیا جائے تو انسان کے خودساختہ مراکز میں یقیناً بحث و نظر کی گنجائش ہوگی، کوئی بھی دانشور اور صاحب بصیرت ان مراکز کو رد کر کے ان جیسا یا ان سے بہتر مرکز پیش کر دے گا، لہٰذا انسان کا مقرر کردہ مرکز، اتحاد اور یک جہتی کا باعث بننے کی بجائے افتراق اور انتشار کا سبب بن جائے گا۔ آج اقوام عالم صرف اس لئے انتشار اور خلفشار کا شکار ہیں کہ ان کے بنیادی نظریات ایک دوسرے سے متصادم ہیں اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں ہے جو انہیں ایک نقطے پر جمع کر سکے۔

ماننا پڑے گا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کا ضامن صرف اور صرف وہ راستہ ہے جو رب کائنات نے مقرر فرمایا ہے۔